AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

پاکستانی دینی مدارس میں تحقیقی رجحانات: تجزیاتی مطالعہ

Research Trends in Pakistani Religious Seminaries: An Analytical Study

Mufti Kaleemullah
MPhil Scholar Islamic Research Centre, Bahauddin Zakariya University Multan, Pakistan
Phone no. 0307 7762705
Email: mkaleemdervi@gmail.com
Sohail Rashid
Visiting Lecturer, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: sohailrasheed1170@gmail.com

Abstract

Well-associated with the legacy of past Islamic scholarship, Madaris in Pakistan have been playing a paramount role to anchoring the society with sacred foundation through knowledge, research and dissemination of religious awareness. The scope of their contributions despite profoundly socio-economic disparities-based society is multi-dimensional such as the scriptural theological; the phenomenological; the spiritual-experiential; the philosophical-conceptual; the socio-cultural; and the historical-political. Madaris globally have been a centre of several discussions in post-9/11 academia examining various aspects such as registration, curriculum, modern education, links with extremism and terrorism, reforms etc. We will study the current research trends conducted within the Madaris highlighting the strengths and weaknesses. Additionally, this is aimed at attempt to highlight the current trends in academia about Madaris. The methodology adopted for this study is qualitative. This study suggests that research conducted in Madaris should focus on how religious discourse in contemporary context tends to keep pace with the changing patterns of society. The paper recommends that although the current research work has enriched our understanding about the current situation of Madaris. It is, however, a complex phenomenon that requires further extensive investigation at micro and macro levels based on practical models that consider the diversity of factors involved impacting the role of Madaris especially in the field of research.
The research concludes that the desired goals can only be achieved through collaborative endeavor from leaders and administrators of Madaris, policy makers, businesses, to government applying divine dynamic and flexible directives together with right policy and procedures.
***Keywords**: Research trends, Madaris, extremism, Reformation*

تعارفِ موضوع

پاکستانی دینی مدارس نے برصغیر کی علمی وفکری روایت میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ ادارے نہ صرف قرآن وسنت کے علوم کی ترویج واشاعت کے مراکز ہیں بلکہ فکری وتحقیقی سرگرمیوں کے تسلسل میں بھی ان کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ ماضی میں تحقیق کا دائرہ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

فقہ، حدیث، تفسیر اور تصوف تک محدود تھا، مگر جدید دور میں سماجی، معاشی، سیاسی اور فکری موضوعات پر بھی تحقیق کا رجحان بڑھا ہے۔ تاہم مدارس میں تحقیقی سرگرمیوں کو جدید تحقیقی معیار، تحقیقی ضوابط اور عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس مقالے میں پاکستانی دینی مدارس میں تحقیق کے موجودہ رجحانات، تحقیقی سرگرمیوں کے اسالیب، مشکلات اور امکانات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مزید بر آں، اس تحقیق کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ مدارس کے علمی و تحقیقی ڈھانچے میں کن پہلوؤں میں بہتری لائی جا سکتی ہے تاکہ یہ ادارے عصری علمی و فکری مکالمے میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

مدرسہ کا مفہوم و آغاز:

مدرسہ اگر اس معنی میں لیا جائے جس کی اپنی مستقل عمارت ہو، اساتذہ اور طلبہ ہوں اور ایک خاص تعلیمی نظام اور منصوبہ بندی کے تحت علوم وفنون کی تدریس ہوتی ہو، تو اس طرح کے مدرسہ کا وجود اسلام کے ابتدائی ادوار میں نہیں تھا اور مسجد ہی تمام مذہبی، علمی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز اور محور تھی زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ حصول علم کے طور طریقے بدلنے لگے۔ علم کے حلقے بڑھ گئے، درس و تدریس اور تکرار کا شور پیدا ہوا اور بحث و مناظروں کی صدائے بازگشت گونجنے لگی، چنانچہ ان چیزوں نے مساجد سے مدارس کو الگ کر دیا، کیونکہ مساجد میں ادا کی جانے والی عبادات کے لئے سکون و اطمینان کی فضا ضروری تھی۔ [1]

مذکورہ بالا تعریف کے مطابق مدرسہ کا وجود اسلام میں سب سے پہلے اہل نیشاپور (ایران) کے ہاں عمل میں آیا جہاں نیشاپور کے علماء نے "مدرسہ بیہقیہ" کی بنیاد رکھی تھی نیشاپور میں اس کے علاوہ ایک مدرسہ سلطان محمود غزنوی نے، ایک اس کے بھائی نصر بن سبکتگین نے مدرسہ سعیدیہ کے نام سے قائم کیا تھا اور چوتھا مدرسہ امام ابن فورک (متوفی ۴۰۶ھ) کا وجود میں آیا تھا۔ [2]

کڑی در کڑی مدارس کا یہ سلسلہ پھیلتا گیا، مدرسہ نظامیہ بغداد، مدرسہ سلطان محمود غزنوی، جامعہ قرطبہ، مدرسہ امام ابو حنیفہؒ، جامعہ ازہر جیسے شرق و غرب میں مدارس کا بڑا سلسلہ پھیلا، اور انہوں نے ہر علمی اعتبار سے مسلمانوں کی تشنگی مٹائی، مختلف شعبہ ہائے علوم اسلامیہ (تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، اقتصاد، سماجیات، عمرانیات، معاشیات، نفسانیات، ہندسہ، حساب، منطق،، تاریخ، سیاسیات ، فلکیات، طبعیات، الہیات، جغرافیہ وفلسفہ) کے ماہر علماء پیدا کیے، جنہیں انسانی تاریخ کسی صورت فراموش نہیں کر سکتی۔

جنوبی اشیاء میں تعلیمی روایت کی تاریخ:

بر صغیر جنوب و مشرقی ایشیاء میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے عام تعلیم کے لئے گروکل، پاٹھ شالائیں اور اعلیٰ تعلیم کے لئے وشوویالیہ تھے جہاں ہندو دھرم اور فلسفہ وغیرہ بھی تعلیم دی جاتی تھی، اگرچہ ان کے ہاں فن تعمیر، علم نجوم اور ادب کی تعلیم پر زور تھا تاہم مسلمانوں کی آمد سے ہندی مذاہب کی تعلیمی روایت ٹوٹی، تہذیب و تربیت کی ایک توانا لہر سے آشنا ہوئی۔ [3]

---

[1] حسن ابراہیم حسن، تاریخ اسلام، طبع مصر 4/421۔

[2] المقریزی: کتاب الخطط، طبع بیروت، 2/363

[3] سلیم خالد منصور، دینی مدارس میں تعلیم، ص:92

اگر برصغیر میں انگریزوں کی آمد سے پہلے (اٹھارویں، انیسویں صدی) کے زمانے پر نظر ڈالیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مسلمانوں کے تعلیمی نظام کی ابتداء محمد بن قاسم (92ھ) کی آمد سے ہی رواج پاچکی تھی۔[4]

جب محمد معزالدین غوری (م1206ء) نے اجمیر فتح کیا تو وہاں پر مدرسہ قائم کیا، قطب الدین ایبق (م1210ء) کے عہد سے مدارس کے نظام کا باقاعدہ آغاز ہوا، اس دور میں سینکڑوں مساجد تعلیم و تدریس کا مرکز تھیں، جن میں دینی علوم کے علاوہ دوسرے دنیوی علوم کی بھی تعلیم دی جاتی تھی، پھر سلطان شمس الدین التمش (م1236ء) نے کئی مدارس قائم کیے، محمد بن تغلق (م1351ء) کے دربار میں علماء کی کثیر تعداد تھی، فیروز شاہ تغلق (م1388ء) نے 1113 اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم کیے، اور پہلے سے قائم مدارس کی مرمت اور روزمرہ اخراجات کے لئے خصوصی فنڈز مختص کیے، اسی طرح سلطان سکندر لودھی کا عہد (1489-1510ء) اسلامی تعلیم و تدریس کی سرپرستی کے ذیل میں بڑا قابل ذکر زمانہ تھا۔[5]

شہنشاہ جہانگیر (م1628ء) نے نہ صرف دینی مدارس قائم کیے، بلکہ انہیں ترقی دینی اور آمدن کے مستقل ذرائع برقرار رکھنے کے لئے ایک فرمان کے ذریعے حکم دیا،[6]

درس نظامی کا آغاز:

اورنگزیب عالمگیر (م1707ء) جو خود بھی عالم تھا، نے متعدد مدارس قائم کئے، وہ تعلیم و تدریس کے باب میں وسیع نکتہ نظر رکھتا تھا۔ اس علم دوست حکمران نے لکھنو میں ایک ڈچ تاجر کی کوٹھی فرنگی محل خرید کر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ملا نظام الدین سہالوی (م 1748ء) جو برصغیر کے اہم عالم دین اور اصولی عبدالعلیم، بحرالعلوم مصنف "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت: کے والد تھے، کو استاذ مقرر کیا، انہوں نے قطب الدین ایبک اور دور سلاطین سے رائج اسلامی تعلیمی روایت میں متعدد اصلاحات کیں، اور ہندوستان میں مروجہ "درس نظامی" کی تدوین کی۔[7]

بعد ازاں چونکہ یہی درس نظامی ہی برصغیر میں چل رہا تھا اور اسی نصاب کے تیار کردہ علماء موجود تھے اس لیے جب دار العلوم دیوبند اور دوسرے مدارس قائم ہوئے تو انہوں نے اسی نصاب کو قابل عمل پایا اور اسی کو اختیار کر لیا،[8]

---

[4] شیخ محمد اکرام، آب کوثر، لاہور، ادارہ ثقات اسلامیہ، 1979، ص:31، 35

[5] ایضاً ص:423

[6] سلاطین دہلی، لاہور، تعلیمی ادارہ، (س۔ن) ص:245

[7] سلیم خالد منصور، دینی مدارس میں تعلیم، ص:95

[8] شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقات اسلامیہ، 1979، ص:606، 604،

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

برصغیر میں تعلیمی میدان میں مدارس کا کردار:

امت مسلمہ مدارس کے اس عظیم کردار کی معترف ہے جو دیوبند اور اس کی طرز پر مزید دینی مدارس مثلا مظاہر العلوم، مفتاح العلوم، مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن، مدرسہ عالیہ کلکتہ، مدرسہ الاصلاح، جامعہ دارالسلام، جامعہ الفلاح اور مزید دینی مدارس نے پچھلی اڑھائی تین صدیوں کے دوران برصغیر میں اور پاکستان میں تمام دینی مکاتب کے معتد اہم مدارس نے اسلام اور علوم اسلامیہ کے فروغ وارتقاء کے لئے سرانجام دیا ہے، وسائل کے فقدان اور ناساز گار حالات کے باوجود اعلاء کلمہ حق اور اسلامی علوم کو زندہ رکھنے میں ان مدارس نے جو کردار ادا کیا ہے، وہ یقیناً قابلِ فخر بھی ہے۔[9] ان مدارس نے پاک وہند کی تقسیم سے پہلے وبعد اپنے اہم کردار کا لوہا منوایا ہے، بہت سے مدارس نے روایت سے ہٹ کر خود میں جدید علوم کی ایسی درسگاہیں مہیا کیں جس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ نے خود کو موجودہ چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کا اہل پایا، ایسے مدارس جنہوں نے روایت وجدیدت کو خود میں سمویا، اور معاصر مسائل کا بہترین حل پیش کیا، ان چھوٹے بڑے مدارس کی دینی خدمات کو دیکھا جائے تو ایک طویل فہرست وجود میں آتی ہے لیکن ان میں سے جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعۃ الرشید کراچی، جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور، جامعہ بنوری ٹاون کراچی، جامعہ حنفیہ بورے والا، جامعہ نصرت العلوم گجرانوالہ، جامعہ علوم اسلامی اسلام آباد، جامعہ بیت السلام کراچی و تلہ گنگ، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ محمدی چنیوٹ، جامعہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ، جامعہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم، **جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم اسلام آباد جامعہ نعیمیہ لاہور** سب سے زیادہ قابلِ ذکر اور قابل تحسین نظر آتے ہیں۔[10]

دینی مدارس میں تحقیق کا رجحان:

مدارس میں تحقیقی رجحانات کے دو پہلو ہیں، ایک ہے ان مدارس سے نکلنے والے فضلاء ومفتیان کرام کی تحقیقی خدمات اور دوسرا انہیں مدارس میں ہونے والی تحقیقات، اگر طائرانہ جائزہ لیا جائے تو صورتحال بہتری کی طرف گامزن نظر آتی ہے، یہاں سے نکلنے والے فضلاء نے بہت سے میدانوں میں اپنی مایاناز خدمات سرانجام دے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا، جدید مسائل پہ کمیٹیاں اور علمی مجالس کی بنیاد رکھی، جبکہ دوسری طرف ان مدارس نے بھی تحقیقی میدان میں بہت اہم کردار ادا کیا، ان تحقیقی میدانوں میں اگر کلیدی کردار کو دیکھا جائے تو تمام مکاتب فکر کے مدارس اپنی جگہ بہت اہم کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلا بعض ممتاز مدارس مثلاً جامعہ لاہور الاسلامیہ، جامعہ اشرفیہ اور جامعہ نعیمیہ میں آخری کلاسوں کے لئے مقالہ لکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح دینی مدارس میں درجہ تخصص (Specialization) میں بھی مقالہ لکھنا لازمی تصور ہوتا ہے اور یہ درجہ ہائے تخصص مذکورہ جامعات کے علاوہ ممتاز مدارس مثلاً دارالعلوم کراچی، جامعۃ الرشید کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک اور جامعہ ابی بکر الاسلامیہ

---

[9] شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1979، ص:606، 609

[10] https://ur.wikipedia.org/s/6y6w

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

وغیرہ میں کام کررہے ہیں۔ نیز مرکز التربیہ الاسلامیہ فیصل آباد میں علومِ حدیث اور مرکز الامام بخاری صادق آباد میں اُصولِ فقہ کی کتابوں کی ایڈیٹنگ یا تحقیقی مقالہ پر مسلسل کام ہو رہا ہے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ (جو مجلس التحقیق الاسلامی سے ملحق ادارہ ہے) میں ابتدائی چند سالوں کا ریکارڈ تیار کیا گیا تو ۱۹۸۵ء تک ایسے ۸۲ مقالہ جات لکھے جا چکے تھے۔[11]

مدارس میں ہونے والے مختلف نوعیت کے تحقیقی کام:

مدارس تحقیق و تخریج کے اعتبار سے بہت سے پہلو پہ کام کررہے ہیں لیکن ان تمام کاموں کو اگر مختصر پیرائے میں بیان کیا جائے تو وہ کچھ یہ امور بنتے ہیں جن پہ ان کے نمایاں اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

☆روز مرہ پیش آنے والے مسائل پر عوام کی راہنمائی کے لیے فتویٰ نویسی کا کام تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور سیکڑوں مدارس میں مستقل طور پر دارالافتاء قائم ہیں جن سے لاکھوں مسلمان رجوع کرتے ہیں اور متعلقہ مسائل میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔[12]

☆اردو اور دیگر زبانوں میں قرآن کے تراجم اور تفاسیر' احادیثِ نبویہ اور فقہ کی مختلف کتابوں کی شروح لکھی جارہی ہیں اور مختلف مکاتبِ فکر کی طرف سے سیکڑوں ضخیم کتابیں اس سلسلے میں سامنے آچکی ہیں۔

☆عقائد' عبادات' اخلاقیات' معاملات' معاشرت اور دیگر ضروریات پر دینی مدارس کے اساتذہ اور متعلقین کی تصانیف کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد کو ہزاروں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

☆دینی مدارس کی طرف سے دینی' اصلاحی اور تحقیقی جرائد کی اشاعت کی روایت شروع سے قائم ہے اور جنوبی ایشیا کے مجموعی ماحول کو سامنے رکھ کر دینی مدارس کے جرائد کی تعداد کا اندازہ کیا جائے تو وہ یقیناً سیکڑوں سے متجاوز ہو گی۔ ان جرائد میں اپنے اپنے مسلک اور مکاتبِ فکر کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ عام طور پر پیش آمدہ مسائل میں مسلمانوں کی راہنمائی تاریخی واقعات' بزرگانِ اسلام کا تعارف' جدید مسائل پر بحث اور فقہی مذاہب اور فکری مکاتبِ فکر کے مابین مناظرانہ اور مجادلانہ بحث و تمحیص کا سلسلہ بھی موجود ہوتا ہے۔[13]

☆کچھ عرصہ سے جدید فکری و علمی مسائل پر اجتماعی بحث و تمحیص اور تحقیق و مطالعہ کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ دیوبندی مکتبِ فکر میں اس وقت بھارت میں مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی قائم کردہ فقہ اکیڈمی' دارالعلوم کراچی کی تحقیقات علمی کام اور المرکز الاسلامی بنوں کی علمی مجالس' بریلوی مکتبِ فکر امجدیہ کراچی' جامعہ غوثیہ بھیرہ اور جامعہ نعیمیہ لاہور' جماعت اسلامی کے مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور جبکہ اہل حدیث مکتبِ فکر میں مجلس التحقیق الاسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کی علمی مساعی کو اس سلسلے میں ایک اہم پیش رفت قرار دیا جاسکتا ہے۔

---

[11] ماہنامہ محدث ستمبر https://magazine.mohaddis.com/home/articledetail/37632004

[12] خالد رحمن، دینی مدارس، تبدیلی کے رجحانات، انسی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، 2008

[13] پاکستان میں مدارس کی تعلیم: روایات و تغیرات، شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان 2016

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

شیعہ مکتبہ فکر کا بھی اس جگہ مجھے ذکر کرنا چاہیے لیکن ان کے مدارس کے کام سے زیادہ واقف نہ ہونے کی وجہ سے سر دست ایسا نہیں کر پارہا۔[14]

☆ قومی اخبارات میں مختلف مسائل کے حوالے سے دینی مدارس کے اساتذہ اور متعلقین کے مضامین کی اشاعت کا رجحان ترقی پذیر ہے اور اردو اخبارات میں شائع ہونے والے دینی مدارس کے متعلقین کے مضامین کا تناسب اگرچہ ضرورت سے بہت کم' مگر پہلے سے بہتر ہے۔[15]

☆ مختلف دینی مدارس میں تخصصات کے شعبے قائم ہیں جن میں درسِ نظامی کے فضلاء کو متعین عنوانات پر مطالعہ کرایا جاتا ہے' تحقیق و تالیف کی تربیت دی جاتی ہے' ان سے مقالات لکھوائے جاتے ہیں اور ان کی تحقیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔[16]

☆ دینی مدارس کے سیکڑوں فضلاء نے اب تک ملک اور بیرونِ ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات تحریر کیے ہیں جو اگرچہ ان یونیورسٹیوں کے نظم کے تحت اور ان کی نگرانی میں لکھے گئے ہیں لیکن ان کی اصل اساس دینی مدارس کی تعلیم و تربیت پر ہی ہے۔[17]

☆ دینی مدارس سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے مکاتیب اور خطوط بھی ہزاروں لوگوں کی تعلیم و تربیت اور فکری و روحانی اصلاح کا ذریعہ بنے ہیں اور بیسیوں شخصیات کے مکاتیب و خطوط اب تک کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

☆ بعض بڑے مدارس نے انٹرنیٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اپنی ویب سائٹس قائم کر رکھی ہیں جن کی تعداد بیسیوں میں ہے اور وہ اپنے اپنے دائرے میں محدود سطح پر ہی سہی مگر مصروفِ کار ہیں۔[18] ان ویب سائٹس کے ذریعے سے جامعات کا تعارف کرایا جاتا ہے' اپنے اپنے مسلک کی ترجمانی کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ پیش آمدہ مسائل پر عوام کی راہنمائی کے لیے خطبات و تقاریر' مضامین و مقالات اور سوالات کے جوابات کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

یہ تو وہ چند پہلو ہیں جنھیں تحقیق و تالیف کے میدان میں دینی مدارس کی مثبت کارکردگی کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اور جو کسی حد تک یہ اطمینان دلاتے ہیں کہ دینی مدارس تحقیق و تالیف کے تقاضوں اور اہمیت سے بالکل غافل نہیں ہیں بلکہ اپنے اپنے ذوق' فکری دائرے اور تربیتی پس منظر کے مطابق اس شعبہ میں بھی بہر حال مصروفِ عمل ہیں۔[19]

[14] خالد رحمن، دینی مدارس، تبدیلی کے رجحانات، انسی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، 2008

[15] ماہنامہ الشریعہ ستمبر 2011 جلد 22 شمارہ 10019 https://alsharia.org/

[16] زاہد الرشدی، ابوعمار، مولانا، دینی مدارس کا نصاب و نظام، الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ، ص 239

[17] ماہنامہ الشریعہ اگست 2004 جلد 14 شمارہ 2788 https://alsharia.org/

[18] زاہد الرشدی، ابوعمار، مولانا، دینی مدارس کا نصاب و نظام، الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ، ص 238

[19] ماہنامہ "دعوۃ"۔ اسلام آباد۔ جنوری ۲۰۰۵ء

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مدارس سے شائع ہونے والے رسائل وجرائد:

مدارس سے تحقیق و تصنیف کا جہاں باب ہر دم کھلا ہے اور اس پہ مختلف انداز میں کام ہو رہا ہے وہاں اس تحقیق و تصنیف کا ایک بہترین ثبوت وہاں سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد سے بھی ملتا ہے۔

مدارس سے شائع ہونے والے رسائل مختلف نوعیت کے ہیں، ہفتہ وار سے لے کر سہ ماہی اور شش ماہی شائع ہو رہے ہیں، ان میں بہت سے مدارس کا اپنی ویب سائٹس اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بھی اپنے تحقیقی و علمی کام کی اشاعت کا سلسلہ اپنا رکھا ہے۔[20]

ان مدارس میں کے جرائد میں وقت کے ساتھ بہت تبدیلی بھی دیکھنے کو مل رہی ہے یعنی عصر حاضر کے کرنٹ ایشوز پر قوم کی مکمل رہنمائی فراہم کرنا، انہیں وقت کے فتنوں سے بروقت مطلع کرنا اور عوام الناس کی پریشانیوں کا ادراک کر کے انہیں دینی حل پیش کرنا، تاہم کچھ رسائل میں ابھی بھی روایت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

اب جو مثبت تبدیلی ہمیں نظر آرہی ہے وہ ہے مدارس کا مسلکی تعصب سے دور عوام کو عمومی نکتہ نظر پر جمع کرنے کی سعی و کوشش اور انہیں فروعی مسائل میں الجھانے کے بجائے ایسی راہ فراہم کرنا جس کو قبول کرنے میں کسی کو بھی جھجک محسوس نہ ہو اور یہ بہت بہترین اقدام ہے اس کی مزید حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

پاکستان میں شائع ہونے والے ان رسائل کی عموماً زبان اردو ہے کیونکہ ان اکثر قارئین اسی زبان کے وابسطہ ہیں لیکن کئی ایک رسائل انٹرنیشنل زبانوں جیسے عربی وانگلش میں بھی شائع ہو رہے ہیں جو کہ بہت اچھا اقدام ہے۔[21]

مدارس سے چھپنے والے رسائل میں کچھ اس قدر معیاری اور مستند ہیں کہ ان کے حوالہ جات ہمیں بڑی بڑی اہم کتب میں ملتے ہیں یہ گویا ان رسائل اور ان کے شائع کرنے والے حضرات کے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔

دینی مدارس پر ہونے والی تحقیقات کا جائزہ

مدارس پر ہونے والی تحقیقات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے، مدارس کے نظم ونسق، تعلیم وتربیت، نصابی و غیر نصابی سرگرمیاں، معاشرے پر مرتب اثرات، ملکی سیاست میں ان کے کردار، اصلاح معاشرہ پہ ہونے والی خدمات، ان میں ہونے والے تحقیقی کام، جدید مسائل کے حل میں ان کا کردار وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر بہت سے انفرادی و اجتماعی طور پر تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے، جس کے تائیدی و تنقیدی دونوں پہلو دیکھنے ک و ملتے ہیں

مدارس پہ ہونے والی تحقیقات کی مختلف صورتیں:

تحقیقی کتب کی اشاعت:

مدارس پہ مختلف پہلوؤں سے کتب کی اشاعت ہوئی جس میں معاصر محققین نے اپنی تحقیقات کو زیبِ قرطاس کیا۔

[20] خالد رحمن، دینی مدارس، تبدیلی کے رجحانات، ص239

[21] محمد امین، ڈاکٹر، ہمارا نظام تعلیم کیا ہو؟ ص:43، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2004ء

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

جن کی فہرست بہت طویل ہے، ان کا اگر طائرانہ نظر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پاک وہند کے محققین نے مدارس کے نظم ونسق سے لے کر ان کے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات تک کی صورتحال کو زینتِ قرطاس بنایا ہے۔

بعضے کتب میں مدارس کی دینی ودعوتی خدمات پر مواد کو جمع کیا گیا اور مدارس سے نکلنے والے فضلاء کی دینی وملی خدمات کو فرداً فرداً بیان گیا۔

کچھ کتابوں میں علماء ومدراس دینیہ کے منتظمین کی اصولی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی اور انہیں معاشرے میں پیدا ہونے والے ماحول میں کو بہتر انداز میں کردار سازی کی طرف متوجہ کیا گیا۔

نیز کچھ کتابوں میں قدیم نصاب میں افادیت کے پہلو پہ گفتگو کرتے ہوئے اسے مدارس کے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے عصر حاضر کے مطابق کرنے پر زور بھی دیا گیا اور منہج تدریس میں ضروری تبدیلی کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔

تھیسز، مقالہ جات اور آرٹیکل:

مدارس کے متعلق اصلاحات وتجاویز، ان کے ماضی، حال ومستقبل کے حوالے سے بھی بہت تحقیقی کام کیا گیا۔

جن میں ملک کی کئی بڑی یونیورسٹیز کے اپنے اسکالرز نے مختلف پہلوؤں سے اس موضوع پہ اپنی تحقیق کو پیش کیا۔

مدارس کے موضوع پہ جن یونیورسٹیز کا کام آن لائن کی دنیا میں تلاش سے ہمیں ملا ہے وہ چند نام یہ ہیں: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، امپیریل کالج آف بزنس اسٹڈیز، یونیورسٹی آف لاہور، پنجاب یونیورسٹی، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف بلوچستان، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، منہاج یونیورسٹی لاہور، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، یونیورسٹی آف گجرات۔

ان تحقیقی مقالات اور تھیسز میں بھی مدارس کے متعلق مختلف جہتوں کو قلم کی جولان گاہ بنایا گیا۔

ان کے عنوانات کی فہرست دیکھ کر جو ہمیں سمجھ آئی وہ یہ ہے

کچھ مقالات میں دینی مدارس اور لاء لالجز کے نصاب کا تقابلی جائزہ کو گفتگو کا محور بنایا گیا، اور دونوں طرف کی ہونے والی اچھائیوں اور برائیوں کو شائستہ انداز میں بیان کیا گیا۔

بعضے مقالات میں مدارس ومساجد سے منسلک افراد کے معاشی مسائل اور ان کے حل کے لئے کیے جاسکنے والے ممکنہ اقدمات پر روشنی ڈالی گئی۔

بعض مقالات میں مقالہ نگاروں نے مدارس کے مروجہ نصاب ونظام تعلیم کی خوبیوں اور خامیوں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا، ان سے متعلق عصری مسائل کی نشاندہی کی اور اسے جدید دور سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ماہرین تعلیم کی آراء رقمطراز کیں۔

کچھ مقالہ نگاروں نے اپنی تحقیق کا موضوع معاشرتی رویوں پہ مدارس کے اثرات، ان کا سیاسی و سماجی اعتبار سے اہم کردار اور اس میں بہتری کی مزید راہوں کی جستجو رہا، مقالہ نگاروں نے اس صورتحال کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ سپردِ قرطاس کیا وہاں انہوں نے بہت منصفانہ انداز میں اس پہ جہاں مناسب خیال کیا وہاں ناقدانہ تبصرہ بھی کیا اور اس کی اصلاح کے احوال کو بھی واضح کیا۔

سرویز کا اہتمام:

مدارس کی مختلف نوعیتوں کا جائزہ لینے کے لئے سرکاری و نجی سروے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، جن سے اصل مسئلہ کے فہم اور اس کے حل تک رسائی بے حد آسان ہو جاتی ہے۔ ایم فل، پی ایچ ڈی اسکالرز بھی اپنی تحقیق میں متعلقہ موضوع کے انتخاب کے وقت سروے کرتے ہیں، جس سے انہیں حقیقت حال سے خوب واقفیت حاصل ہوتی ہے اور وہ مسئلہ کی تہہ تک پہنچ پاتے ہیں۔

مدارس پر ہونے والے سروے کی تعداد بھی بہت ہے۔

کانفرنسز کا انعقاد:

مدارس کے متعلق مختلف اعتبار سے کانفرنسز کا انعقاد کیا جاتا ہے، مثلاً

☆۔ دینی مدارس کی خدمات کو سراہنے کے لیے کہ جن سے ملک میں خواندگی اور تعلیم کو فروغ ملا ہو

☆۔مالی اعتبار سے کمزور طلبہ کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کرتے ہوئے انہیں تعلیم سے آراستہ کرنے پر دارِ تحسین دینے کے لئے۔

☆۔ مذہبی تعلیم کے فروغ میں اہم ترین کردار ادا کرنے پہ انہیں سراہنے کے لئے۔

☆۔ عصری و دینی مدارس کے اساتذہ کے مابین تعارفی اور تبادلہ خیالات و تجربات کو آپس میں شیئر کرنے کے لئے۔

☆۔ مسلکی بنیادوں پر مدارس کی تقسیم اور معاشرے میں پیدا ہونے والی گروہیت کے خاتمہ کے لیے اپنے کردار ادا کرنے کا شعور بیدار کرنے کے لئے

☆۔ دینی مدارس کے نصاب کی تدریس کے لئے جدید طریقہ ہائے ابلاغ سے استفادہ اور تقابلی و تجزیاتی مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے۔

اس کے علاوہ بھی کئی انداز میں مدارس کے متعلق تحقیقی و تجزیاتی طریقہ کار پائے جاتے ہیں۔ جنہیں بیان کرنے کے لئے خاصہ وقت درکار ہے، وقت کی تنگی دامن کی وجہ سے اسی پہ اکتفاء کرتے ہیں۔

چند گزارشات:

اس وقت دینی مدارس میں ہونے والے اور ان پر ہونے والے تحقیقی رجحانات کا مختلف پہلوؤں کا ایک سرسری جائزہ لینے کے بعد اصلاح احوال کے لیے کچھ گزارشات پیش کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو ذہنی اور فکری برتری کے نفسیاتی ماحول کی ہے جس نے دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ کے گرد رکاوٹوں کی بہت سی بلند و بالا دیواریں کھڑی کر رکھی ہیں۔ ہمیں اس ماحول سے نکلنا ہو گا اور حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ ہمارے سوا اور لوگ بھی اس دنیا میں رہتے ہیں اور وہ بھی عقل اور علم تک رسائی کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں۔ ان کی رائے

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سے اختلاف ہمارا حق ہے لیکن ان کے وجود سے اختلاف کا ہمیں حق حاصل نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں دینی مدارس کو تین سطح کے علمی کاموں تک رسائی کو اپنے اہداف و مقاصد میں ضرور شامل کرنا چاہیے اور ان کے طریق کار سے استفادہ کرنا چاہیے:

ا۔ بین الاقوامی سطح پر وہ مسلم اور غیر مسلم علمی و تحقیقاتی ادارے جو دینی مدارس کی دل چسپی کے موضوعات پر کام کر رہے ہیں اور ان کی علمی کاوشیں مختلف حوالوں سے سامنے آ رہی ہیں۔

۲۔ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے علمی ادارے اور تحقیقاتی مراکز جو ان موضوعات پر کام میں مصروف ہیں۔

۳۔ دوسرے مسالک اور مکاتب فکر کی علمی تحقیقات اور مساعی جو جدید پیش آمدہ مسائل پر علمی جدوجہد کر رہے ہیں۔

دوسرے نمبر پر ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے مختلف وفاقوں کو الگ الگ طور پر اور پھر مشترکہ فورم پر اجتماعی حیثیت سے بھی اس صورت حال کا جائزہ لینا چاہیے اور خود احتسابی کے جذبہ کے ساتھ ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے مشترکہ حکمت عملی وضع کرنی چاہیے جن کے باعث آج ہمارے دینی مدارس علوم دینیہ میں گہرا رسوخ رکھنے کے باوجود تحقیقی و تصنیفی میدان میں معاصر اداروں سے بہت پیچھے دکھائی دے رہے ہیں۔

تیسرے نمبر پر ہماری گزارش اس حوالے سے ہے کہ دینی مدارس کی قیادت کو آج کے اس خوفناک چیلنج کا ادراک واحساس کرنا چاہیے جو عالمی تہذیبی کشمکش کے حوالے سے مسلم امہ کو درپیش ہے اور جس میں انسانی حقوق اور گلوبلائزیشن کے عنوان سے مسلمانوں کے عقائد وافکار، تہذیب و ثقافت، خاندانی نظام، معاشرتی اقدار اور مسلم ممالک کے اسلامی تشخص کو پامال کر دینے کی منصوبہ بندی کر لی گئی ہے۔ اس کشمکش کے علمی، اعتقادی اور ثقافتی پہلوؤں کو اجاگر کرنا، فکر وفلسفہ اور علم و تحقیق کے جدید ہتھیاروں کے ساتھ اس یلغار کا سامنا کرنا اور مسلمانوں کو اس سیلاب بلا سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے گرد تعلیم وتربیت، دعوت واصلاح اور فکری بیداری کا حصار قائم کرنا اپنے اہداف و مقاصد کے حوالے سے دینی مدارس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے اور انھیں اس اہم ترین ذمہ داری سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیے۔[22]

[22] ماہنامہ رفیق منزل ستمبر 2024ء https://rafeeqemanzil.com/madaris-education-system-challenges-recommendations/